بادہ مشک افشاں وزاں آید ہمے | بوئے گل پیوند جاں آید ہمے
در سپیدہ دم نسیم مشک بید | خوش تر از مشک دماں آید ہمے
زخمہ ساز و نائے مرغ و سرو ناز | از نوائے او نواں آید ہمے
از بنفشہ و لالہ سوئے بوستاں | کارواں در کارواں آید ہمے

قرائن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عطا ملک نے اپنی بے نظیر تصنیف تاریخ جہاں کشائے جوینی اوقاتِ فرصت میں قلمبند کی دبیری کا کام ایک طرف سفر و سیر و سیاحت ایک طرف، عدیم الفرصتی، مطالعہ کتب کے مواقع میسر نہ آنا یہ تمام باتیں ایسی تھیں کہ مؤلف مجبور تھا کہ جب موقع ملا تاریخ کا کچھ حصہ لکھ لے اور پھر فرصت کا منتظر رہے۔ خراساں[1] کی فتح کے بعد خود اپنی عدیم الفرصتی کا رونا بہت حسرتناک انداز میں رویا ہے۔

کتاب کے مختلف حصوں کا بغور مطالعہ[2] کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تالیف کا آغاز ۶۵۰ یا ۶۵۱ ہجری میں ہوا ہے (اس سال مؤلف کتاب قراقورم پہنچا ہے کہ منگو قاآن کی خدمت میں حاضر ہو) مؤلف کی تاریخ ولادت ۶۲۳ ہجری ہے اور وہ تالیف کتاب کے وقت اپنی عمر (دیباچہ صفحہ ۶) ۲۷ سال کی بتاتا ہے تو اسکی تصدیق ہوگئی کہ تالیف کا آغاز ۶۵۰ کے لگ بھگ ہوگیا تھا کتاب میں ۶۵۸ کے بعد کے واقعات کا ذکر نہیں ملتا اس لئے یہ گمان ہوتا ہے کہ کتاب ۶۵۸ میں تمام ہوچکی تھی[3]۔ ابھی مؤلف تاریخ جہاں کشائے کی تالیف میں مصروف تھا، کہ اس کتاب کی شہرت کو پر پرواز لگ گئے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ جس زمانہ میں یہ کتاب لکھی جارہی تھی ان دنوں منگولوں کی مفصل تاریخ خوارزم شاہیوں کے حالات اور اسماعیلی گروہ کے مستند کوائف کسی کتاب میں نہ ملتے تھے پھر مؤلف کو ایک نہایت مستند اور منقح تاریخ لکھنے کے لئے جو سہولتیں حاصل تھیں وہ غالباً عدیم النظیر تھیں، خاص طور پر یہ بات کہ مصنف تسخیر قلاع اسماعیلیہ کا محاصرہ بغداد کا اور اس کے بعد کے دردناک واقعات کا شاہد عینی تھا اس کتاب کی غیر معمولی اہمیت کی ضامن تھی۔ یہی وجہ ہے کہ معاصر یا متاخر مؤرخوں نے اس کتاب کے مطالب کو مستند تسلیم کیا ہے اور تمام نے کہ مؤلف کے فیضان کا احسان تسلیم کیا ہے۔

عبداللہ بن فضل اللہ شیرازی صاحب تاریخ وصاف نے (کہ مشہور عالم اور وزیر رشید الدین کا معاصر تھا اور وصاف حضرت کے لقب سے موسوم تھا) دیباچے میں تاریخ جہاں کشائے کے مؤلف کی تعریف کرتے ہوئے اسکی تالیف کو بے نظیر قرار دیا ہے، وصاف نے جہاں کشائے کی تینوں مجلدات کا خلاصہ کرکے اپنی تاریخ کے آخر میں لگا دیا ہے خود تاریخ وصاف گویا جہاں کشائے کا تتمہ ہے یہ ۶۵۵ھ سے لے کر ۷۲۸ تک کے واقعات پر حاوی ہے اس کتاب کا اسلوب نگارش نہایت پر تکلف اور پر تصنع ہے لیکن یہ نہایت مفید مطالب تاریخی پر مشتمل ہے۔

رشید الدین فضل اللہ (متوفی ۷۱۸ھ) نے اپنی مفصل اور مفید تالیف جامع التواریخ میں (کہ ۷۱۰ ہجری میں مکمل ہوئی تھی) جہاں کشائے

---

[1] تاریخ جہاں کشائے جوینی لیدن ۱۹۱۱ء جلد اول صفحہ ۱۱۸ (ہمیشہ اسی ایڈیشن کا حوالہ دیا جائیگا، اس لئے آئندہ صرف تاریخ جہاں کشائے جوینی لکھنے پر اکتفا کیا جائیگا)۔ [2] یہ محنت علامہ محمد بن عبد الوہاب قزوینی نے کی ہے۔ مقدمہ مصحح - فد

[3] لیکن کاترمر کا خیال یہ ہے کہ ۶۶۰ھ کے بعد کے واقعات کا بھی ذکر ہے۔ مقدمہ مصحح - فو -

کے تمام مطالب نقل کر لیئے ہیں، ہاں یہ ضرور کیا ہے کہ کہیں جہاں کشائے کے مطالب کا خلاصہ بیان کر دیا ہے کہیں عطا ملک نے جو کچھ لکھا تھا اسکو پھیلا کر لکھا ہے مثلاً اسماعیلیوں کے متعلق جامع التواریخ میں وہ اطلاعات کہ سرگزشت سیدنا پر مبنی ہیں زیادہ ملتی ہیں حالانکہ عطا ملک ہی نے یہ کتاب یعنی "سرگزشت سیدنا" حاصل کی تھی اور جلنے سے بچا لی تھی، کہ اس میں حسن بن صباح کے متعلق کم و بیش مستند معلومات درج تھیں۔ ابو الفرج غریغوریوس بن اہرون الطبیب الملطی المعروف بہ ابن العبری نے (جو مراغہ کا عیسائی تھا اور عطا ملک کا معاصر) اپنی مفصل تاریخ میں کہ زبان سریانی میں لکھی گئی ہے جہاں کشائے کے مطالب سے بہت استفادہ کیا ہے اور وہ خود اس کا معترف ہے اس مصنف نے اپنی مفصل سریانی تصنیف کا خلاصہ ایک عربی تصنیف میں کر دیا ہے کہ مختصر الدول کے نام سے موسوم ہے اس میں تاریخ جہاں کشائے کے ابواب کے ابواب عیناً نقل کر دیئے گئے ہیں یہ کتاب ارغون بن اباقاخان (ایلخان) کے حالات پر ختم ہو جاتی ہے۔ اور اس کتاب میں جو آخری واقعہ مندرج ہے وہ شمس الدین صاحب دیوان کے قتل کا قصہ ہے یہ کہنے کو تو دنیا کی تاریخ ہے اور بہت معتبر ہے لیکن منگولوں کے متعلق جو معلومات مؤلف نے بہم پہنچائی ہیں وہ بہت معتبر اور مستند ہیں کہ وہ خود عطا ملک کا معاصر تھا اور مراغہ کا ساکن تھا (یہ وہی مقام ہے جہاں نصیر الدین طوسی نے ہلاکو خاں کے کہنے پر مشہور رصد تعمیر کی تھی اور اس رصد کے ذریعہ جو مشاہدات حاصل ہوئے تھے ان پر مبنی زیج ایلخانی ترتیب دی تھی اس کام میں اور فاضل بھی شریک[1] تھے)

صفی الدین محمد بن علی بن محمد بن طباطبا العلوی المعروف بہ ابن الطقطقی نے اپنی مشہور کتاب منیۃ الفضلا فی تواریخ الخلفاء والوزرا (کہ الفخری کے نام سے مشہور ہے) کی تالیف میں بھی بہ اعتراف جہاں کشائے جوینی سے فائدہ اٹھایا ہے (اس کتاب کا فارسی ترجمہ ہندو شاہ بن سنجر نخجوانی[2] نے اتابک نصرۃ الدین احمد (۶۹۵ - ۷۳۰ھ) کے نام سے منسوب کیا اور کچھ اضافے کر کے ترجمے کو تالیف کا رنگ دیدیا یہ کتاب نایاب تھی لیکن آقائے عباس اقبال کی مساعی سے شائع ہو چکی ہے ترتیب بھی انھوں نے دی ہے)۔

شہاب الدین احمد بن یحییٰ بن فضل اللہ الکاتب الدمشقی (متوفی ۷۴۹ھ) نے اپنی مفصل تصنیف "مسالک الابصار فی ممالک الامصار" (کہ ۲۰ جلدوں میں ہے) کی تالیف میں عطا ملک سے استفادہ کیا ہے۔ اسی طرح تاریخ گزیدہ (تالیف ۷۳۰ھ[3]) تاریخ بناکتی (تالیف ۷۱۷ھ[4]) روضۃ الصفا (تالیف میر خواند متوفی ۹۰۳ھ[5]) حبیب السیر (تالیف ۹۲۹ھ[6]) مشہور تاریخوں میں منگولوں خوارزمشاہیوں اور اسماعیلیوں کے متعلق جو معلومات ملتی ہیں وہ دراصل تین منابع پر مبنی ہیں :

(۱) جہاں کشائے۔ (۲) تاریخ وصاف۔ (۳) جامع التواریخ۔

ان میں جہاں کشائے قدیم ترین ماخذ ہے اور غالباً استناد کے اعتبار سے بھی اہم ترین ہے۔ عباس اقبال[7] نے منگولوں کی تاریخ

---

[1] تفصیل کیلئے دیکھئے رصد مراغہ، تاریخ وصاف صفحہ ۹۹۔ تاریخ مفصل ایران عباس اقبال (طہران ۱۳۱۲ھ) جزو اول صفحہ ۵۰۳۔
LEGACY OF ISLAM, pp 395-397.

[2] تاریخ مفصل ایران۔ عباس اقبال۔ جزو اول صفحہ ۴۷۴ لیکن علامہ قزوینی نصرت الدین احمد کے سنین حکومت کے متعلق عباس اقبال سے متفق نہیں دیکھئے مقدمہ مسیح صفحہ یو۔ [3] تاریخ ادبیات ایران۔ رضازادہ شفق صفحہ ۲۳۱۔ [4] ادبیات ایران بہ عہد مغولان۔ ترجمہ داود رہبر ۱۹۴۹ء صفحہ ۶۵۔
[5] ایضاً صفحہ ۶۱۔ [6] ایضاً صفحہ ۶۱۳۔ [7] تاریخ مفصل ایران۔ عباس اقبال صفحات ۴۹۵ - ۴۸۰۔

کے حسب ذیل مستند ماخذ گنوائے ہیں :

(۱) یاقوت حموی صاحب معجم البلدان (متوفی ۶۲۲ھ) - (۲) ابن الاثیر، صاحب الکامل فی التاریخ (متوفی ۶۳۰ھ) (۳) محمد نسوی منشی - دبیر سلطان جلال الدین منکبرنی صاحب سیرت جلال الدین منکبرنی (۶۳۹ھ کے بعد وفات پائی ہے) - (۴) ابن ابی الحدید - صاحب شرح نہج البلاغت اس کتاب میں ضمناً مؤلف نے تاتاریوں کی تاریخ اور یورش بغداد کا ذکر کیا ہے (متوفی ۶۵۶ھ) - (۵) منہاج سراج صاحب طبقات ناصری (تالیف ۶۵۸-۶۵۷ھ) مصنف کی وفات قرن ہفتم کے نصف آخر میں ہوتی ہے - (۶) عطا ملک جوینی اس کا مفصل ذکر مقالہ کا موضوع ہے - (۷) عبداللہ بن فضل اللہ شیرازی وصاف حضرت اس کا ذکر پہلے آچکا ہے - (۸) خواجہ رشید الدین فضل اللہ صاحب جامع التواریخ (تالیف ۷۱۰ ہجری) مؤلف کی تاریخ وفات ۷۱۸ ہے - (۹) ابن العبری - اس کا ذکر پہلے آچکا ہے - (۱۰) ابن الفوطی - صاحب الحوادث الجامعہ (متوفی ۷۲۳ھ) - (۱۱) ابوالفدا - صاحب تقویم البلدان و المختصر فی اخبار البشر (متوفی ۷۳۲ھ) (۱۲) ابن الطقطقی - پہلے ذکر آچکا ہے - (۱۳) ابن بطوطہ - (متوفی ۷۷۷ھ) جس کے سفرنامے سے جستہ جستہ معلومات تاریخی مستفاد ہوتی ہیں -

یہ تو مشرق کے مؤرخ ہیں مغرب کے مؤرخوں میں عباس اقبال ان لوگوں کو بہت اہم تصور کرتا ہے :

(۱) مارکوپولو - (سفرنامہ) - (۲) دگینی (DEGUIGNES) صاحب تاریخ اقوام ترک و تاتار (مطبوعہ ۱۷۵۸ء - ۱۷۵۶ء) پیرس - (۳) دسون - (D'OHSSON) صاحب تاریخ منگول (مطبوعہ ۱۸۳۵ء - ۱۸۳۴ء) ہالینڈ - (۴) سرہنری ہاورتھ - صاحب تاریخ منگول (سہ جلد) (مطبوعہ ۱۸۸۸ء - ۱۸۷۶ء) لندن - (۵) بارتھلڈ (BARTHOLD) روسی فاضل جن کی تصنیف کا انگریزی ترجمہ لندن میں ۱۹۲۸ء میں شائع ہوا تھا، انکے بہت سے مقالات و مضامین بھی فارسی ادب کے متعلق شائع ہوتے رہتے تھے اور انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں بھی انکے مضامین نظر آتے ہیں، ان کا جغرافیہ تاریخی ایران بھی شائع ہو چکا ہے جس کا حمزہ سردادور نے فارسی میں ترجمہ کیا ہے (طہران[1] بہمن ۱۳۰۸ھ) چاپ خانہ اتحادیہ تہران -

کتاب جہاں کشائے ۳ جلدوں پر مشتمل ہے پہلی جلد پر ایک طولانی و طویل دیباچہ ہے اس کے بعد منگولوں کی رسوم و عادات سے بہ تفصیل بحث کی ہے اس سلسلہ میں مؤلف نے جو کچھ لکھا ہے وہ نہایت مستند ہے اور ہر مؤرخ نے انھیں مطالب کو کم و بیش اپنا لیا ہے اس کے بعد چنگیز خاں کے ظہور کا ذکر کیا ہے اور اس سلسلہ میں قوم اویغور کے رسوم و رواج سے بہ تفصیل بحث کی ہے اسکے بعد چنگیز خاں اور خوارزم شاہ کے درمیان اختلاف کا ذکر شروع ہو جاتا ہے تفصیل سے یہ قصہ بیان ہوتا ہے کہ لڑائی کے اسباب کیا تھے پھر چنگیز خاں کی یورش کے حالات شروع ہوتے ہیں اور ماوراء النہر کی تسخیر کی تفصیلات سامنے آتی ہیں، اس حصے میں بخارا کی رونق، آبادی اور وہاں کے لوگوں کی خوشحالی کا ذکر ہے اور پھر بخارا کی بربادی اور منگولوں کی غارتگری کی داستانوں کا بیان ہے اس طرح خوارزم، مرو، نشاپور کی تسخیر کے متعلق تفصیلی معلومات مندرج ہیں چنگیز خان کی موت کے بعد اسکے جانشین اوکتائی قاآن کے عہد حکومت کے حالات بہت تفصیل سے لکھے ہیں، یہ بادشاہ بہت انصاف پسند تھا اور چاہتا تھا کہ اسکے عہد حکومت میں مسلمانوں سے ناانصافی نہ ہو یہی وجہ ہے کہ عطا ملک نے اوکتائی کی تعریف میں اور اس کے

---

[1] طہران کا کلمہ میں نے اس طرح لکھ دیا ہے جس طرح کتاب میں ہے یعنی جب سن طباعت بتایا ہے تو طہران ہی لکھا ہے اور جب مطبع کا نام دیا ہے تو "ت" سے لکھا ہے۔